دعاءِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مستحق بنئے!

مفتی عبید الرحمٰن
مایار، مردان

دعا کرنا اور دعاؤں کی درخواست کرنا مسنون عمل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی سب سے عظیم اور مستجاب الدعوات ہستی ہیں۔ ذیل میں احادیث کی کتابوں سے آپ کی بعض ایسی دعائیں نقل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جہاں کسی مخصوص عمل کرنے والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دعا دی ہو۔

پہلا عمل: فراخ دل اور نرم خو ہونا

''صحیح بخاری'' میں ہے:

''عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ''رحم الله رجلاً سمحاً إذا باع، و إذا اشترى، وإذا اقتضى.'' (صحيح البخاري، كِتَابُ البُيُوعِ، بَابُ السُّهُوْلَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ، وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ، ج: ۳، ص: ۵۷)

ترجمہ: ''جابر بن عبداللہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید وفروخت اور مطالبہ کے وقت نرمی کرے۔''

جو شخص خرید وفروخت اور اپنے حق کے مطالبہ کے وقت فراخ دلی اور نرمی سے کام لیتا ہے، اس کے لیے اس روایت میں اللہ تعالیٰ کے رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے۔ رحمت کا لفظ زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے بسا اوقات اس کا حقیقی مفہوم ہمارے ذہنوں سے اوجھل ہوجاتا ہے، اس لیے جن اعمال پر رحمت کی خوشخبری دی جاتی ہے یا اس کی دعا کی گئی ہے، وہ ہمارے اندر کچھ زیادہ حرکت پیدا کرنے کا سبب نہیں بنتی۔ غور کیا جائے تو رحمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق پیدا ہوجاتا ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ کی طرف ہر قسم کے الطاف وعنایات کا دروازہ کھل جاتا ہے اور ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق متنوع نعمتیں حاصل کرتا ہے،

لہٰذا رحمت کی دعا کو معمولی خیال نہ کیا جائے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہر قسم کی نعمتیں حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے۔ اس قدر عظیم دولت حاصل کرنے کے لیے اگر کوئی نرم خوئی اور وسعتِ ظرفی کا مزاج بنائے تو کچھ گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔

دوسرا عمل: حدیث یاد کرنا اور آگے پہنچانا

’’عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا، فَحَفِظَهٗ حَتّٰى يُبَلِّغَهٗ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ.‘‘

(سنن أبي داود، كتاب العلم، باب فضل نشر العلم، ج:۳، ص:۳۲۲)

ترجمہ: ’’حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تازہ رکھے، جس نے ہم سے ایک بات سنی اور یاد کرکے آگے پہنچائی، کیونکہ بعض حاملِ فقہ (یعنی علم دین کے حامل) یہ بات اس شخص کو پہنچادیتا ہے جو اس سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے اور بعض حاملِ فقہ سمجھدار نہیں ہوتے۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے خوش وخرم رہنے کی دعا فرمائی گئی ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر اپنے پاس اچھی طرح محفوظ کرے اور پھر آگے لوگوں کو پہنچائے۔ یہ بھی بڑی جامع دعا ہے، سرسبز وشاداب رہنے کا صرف یہی مطلب نہیں ہے کہ اس کا رنگ وروغن اچھا دکھائی دے، بلکہ اس کے اندر زندگی کے وہ تمام اہم نشیب وفراز داخل ہوجاتے ہیں جو انسان کے سرسبز وشاداب رہنے میں مؤثر ثابت ہوسکتے ہیں، اس لیے اس کے ضمن میں تمام اہم معاملات داخل ہوجاتے ہیں۔

یہاں حدیث شریف میں حدیث سن کر آگے پہنچانے کا ذکر ہے، لیکن ملا علی قاریؒ وغیرہ شارحین نے ذکر فرمایا ہے کہ یہ دعا صرف سننے سے متعلق نہیں ہے، بلکہ کسی بھی ذریعے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر مطلع ہونا مقصود ہے، البتہ عام طور پر چونکہ نئی باتیں سماعت ہی کے ذریعے معلوم ہوتی ہیں، اس لیے اس کا ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال واقوال سب کے بارے میں یہ فضیلت عام ہے اور سبھی کو محفوظ کرکے آگے پہنچانا اس دعا کا مصداق ہے۔ نیز کوئی شخص کسی محدث سے حدیث سن کر آگے پہنچائے یا یوں ہی کسی کتاب وغیرہ میں پڑھ کر آگے پہنچائے، دونوں ہی اس فضیلت کے تحت داخل ہیں۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ’’منّا‘‘ کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو کہ جمع کا صیغہ ہے، لہٰذا اس میں صحابہ کرامؓ کے اعمال واقوال بھی داخل ہیں اور جو شخص حضرات صحابہ کرامؓ کی باتیں یا ان کے اعمال محفوظ کرکے آگے نسل کو اس سے متعارف

کرواتے ہیں، وہ بھی اس فضیلت کے تحت داخل ہوجاتے ہیں۔

تیسرا عمل: میاں بیوی کا نماز کے لیے ایک دوسرے کو جگانا

’’عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهٗ، فَإِنْ أَبَتْ، نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبٰى، نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ.‘‘ (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب قيام الليل، ج:۲، ص: ۳۳)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے، اگر وہ نہیں اُٹھتی تو اس کے چہرے پر پانی ڈالتا ہے، اس عورت پر بھی اللہ تعالیٰ رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی جگاتی ہے، اگر وہ نہیں اُٹھتا تو وہ اس کے چہرے پر پانی ڈالتی ہے۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے جو خود بھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور بیوی کو بھی اہتمام کے ساتھ اس کے لیے جگائے، اسی طرح جو بیوی خود بھی اس کے لیے اٹھے اور میاں کو بھی اہتمام کے ساتھ اس کے لیے جگائے۔ رحمت کی دعا کا مفہوم پہلے لکھا جا چکا ہے۔

چوتھا عمل: نمازِ عصر سے پہلے چار رکعت نفل پڑھنا

’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا.‘‘ (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر، ج:۲، ص: ۲۳)

ترجمہ: ’’ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات پڑھ لے۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہونے کی دعا فرمائی گئی ہے جو نمازِ عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھ لے۔ یہ نماز گو فرض یا سنتِ مؤکدہ نہیں ہے، بلکہ اس کی حیثیت سنتِ غیر مؤکدہ اور نفل کی ہے، تاہم اس پر اس قدر بڑی دعا دی گئی ہے، مختصر عمل پر عظیم اجر وثواب کی یہ بہترین مثال ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے جن کو لوگ اولیاء اللہ کہتے ہیں، وہ ان چار رکعت کی پوری پابندی کرتے ہیں۔

پانچواں عمل: حقوق العباد کی تلافی کروانا

’’عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ عَبْدًا

كَانَتْ لِأَخِيْهِ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ فِيْ عِرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهُ حَسَنَاتٌ حَمَلُوْهُ عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ.'' (سنن الترمذي، ت: بشار، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في شان الحساب والقصاص، ج:٤، ص:١٩١)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جس نے اپنے بھائی کے آبرو یا مال کو نقصان پہنچایا اور موت سے پہلے اس نے اس سے معافی مانگی، اس لیے کہ وہاں درہم ودینار نہیں ہوگا، پس اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں تو وہ اس سے لے لی جائیں گی، اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو ان کے گناہ اس پر ڈال دی جائیں گی۔''

اس روایت میں اس شخص کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے جو دنیا میں ہی ان حقوق کی تلافی کا اہتمام کرتا ہے جو اس پر لوگوں کے عائد ہوتے ہیں، ان کو حقوق العباد کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ حقوق بنیادی طور پر تین قسم کی ہیں:

الف: وہ حقوق جو جان سے متعلق ہیں، مثال کے طور پر کسی کو قتل کردیا، کوئی عضو تلف کردیا، یا یوں ہی کسی کو زدوکوب کیا، ان کو جانی حقوق کہا جاتا ہے۔

ب: وہ حقوق جو دوسروں کی املاک سے متعلق ہیں، مثال کے طور پر کسی کی کوئی چیز ضائع کردی، یا کسی کا کوئی مالی حق ذمہ پر باقی ہے، ان کو مالی حقوق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ج: وہ حقوق جو دوسرے کے عزت ومقام سے مربوط ہیں، مثال کے طور پر کسی کو لوگوں کے سامنے بےعزت وذلیل کیا، برا بھلا کہا، اس کی غیبت کی۔ ان کو عرضی حقوق یا حقوقِ عزت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

اگر کسی شخص کے ذمہ دوسرے افراد کے ان تین قسم کے حقوق میں سے کوئی حق برقرار ہو، تو اس کی تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ جس کا حق ہے، اس سے معافی تلافی کروائے، یا اگر کوئی حق ایسا ہے جس کی ادائیگی ہوسکتی ہے تو اس کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی ٹھیک ٹھیک ادائیگی کردے۔ ''جانی حقوق'' کی نوبت عام طور پر کم پیش آجاتی ہے، شاید اس لیے درج بالا روایت میں اس کا ذکر نہیں کیا اور بقیہ دو اقسام کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا۔

چھٹا عمل: دینی تربیت کے لیے گھر میں اہلِ خانہ کی تربیت کا گھر میں انتظام کرنا

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ''جامع کبیر'' میں ہے:

''رَحِمَ اللهُ عَبْدًا عَلَّقَ فِيْ بَيْتِهٖ سَوْطًا يُؤَدِّبُ بِهٖ أَهْلَهُ. الديلمي عن جابرؓ.''

(جمع الجوامع المعروف بـ الجامع الكبير، القسم الأول: الأقوال، حرف "الراء"، ج: ٥، ص: ١٤٦)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے گھر میں اہل وعیال کی تادیب کے لیے کوڑا رکھا ہو۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے جو گھر میں اس لیے کوڑا رکھتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے اپنے اہل وعیال کی تادیب کرے۔ یہاں ’’تادیب‘‘ کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے جس کا مفہوم ادب سکھانا ہے، اور تادیب کی ضرورت کسی ناجائز یا نامناسب اقدام کے وقت پیش آتی ہے، اب کس چیز کو ناجائز یا نامناسب سمجھا جائے اور کس کو نہیں؟ اس کے حدود کیا ہوں گے؟ ان باتوں کی درست رہنمائی کرنا دین و شریعت کا منصب ہے، جس میں اسی کی طرف رجوع کرنا اور اسی سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ شرعی تعلیمات کا سہارا لیے بغیر کسی چیز کو ناجائز قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ:

الف: دین وشریعت کی کم از کم بنیادی باتیں اور موٹے موٹے مسائل اس کو معلوم بھی ہوں۔

ب: اور دل میں اس کی اس قدر اہمیت راسخ ہو کہ دیگر تمام تقاضوں پر اس کو مقدم رکھے۔

ج: اپنے اہل وعیال کی دینی تربیت کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھے، بلکہ اس راہ میں ان کو مارنے کی ضرورت پڑے تو بھی اس سے نہ رُکے۔

د: دینی تربیت اور شریعت کے مطابق گھر کا ماحول بنانے کے لیے عام طور پر کوڑے کی ضرورت پڑتی ہو، یہ ضروری نہیں، بلکہ بسا اوقات تو جائز بھی نہیں ہے کہ بات بات پر اہل وعیال کو مارتا رہے، بلکہ ضرورت کے وقت ہی اس کا استعمال کرلینا چاہیے اور اس وقت بھی ضرورت کی مقدار پر اکتفا کرلینا چاہیے، لیکن بہرحال گھر میں رکھنا اور اپنے ماتحت کو باور کرانا کہ اگر کوتاہی ہوجائے تو اس کے استعمال کرنے کی بھی نوبت آسکتی ہے، یہ ضروری ہے۔ اور تجربہ ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس طرح یقین دہانی دیئے بغیر دینی تربیت کا خواب پوری طرح شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتا، اس لیے متعدد شارحین نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ بسا اوقات مارنا معاف کرنے سے زیادہ بہتر اور نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے۔

ساتواں عمل: حج وعمرہ کے موقع پر حلق یا قصر کرنا

’’صحیح بخاری‘‘ میں ہے:

’’عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ، قَالُوْا: وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ:

اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْـمُحَلِّقِيْنَ، قَالُوْا: وَالْـمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: وَالْـمُقَصِّرِيْنَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ: رَحِمَ اللهُ الْـمُحَلِّقِيْنَ، مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، وَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ: وَالْـمُقَصِّرِيْنَ.''

(صحيح البخاري، كِتَابُ الحَجِّ، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ج:۲، ص:۱۷٤. الميسر في شرح مصابيح السنة للتوربشتي، كتاب المناسك، باب الحلق، ج :۲، ص:۶۲۱. بذل المجهود في حل سنن أبي داود، أول كتاب المناسك، باب الحلق والتقصير، ج:۷، ص: ٤٥٤)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ: اے اللہ کے رسول! اور قصر کرنے والے؟ فرمایا کہ: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوبارہ کہا: اے اللہ کے رسول! اور قصر کرنے والے؟ فرمایا کہ: اور قصر کرنے والوں پر بھی رحم فرما۔''

اس روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر حلق یا قصر کرنے والوں کو رحمت کی دعا دی، مجموعی طور پر تو دونوں کے حق میں یہ دعا فرمائی ہے، لیکن حلق کرنے والوں کو اس دعا میں مقدم فرمایا اور ایک یا دو بار اُن کے لیے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائیں۔ علامہ توربشتی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے موقع پر مانگی تھی اور حجۃ الوداع کے موقع پر بھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلق کرنا قصر کرنے سے زیادہ بہتر اور اس سے بڑھ کر رحمتِ خداوندی کا موجب ہے، اس لیے جہاں تک ہو سکے، اسی کو مقدم رکھنا افضل ہے۔

حلق کو مقدم کرنے کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہو کہ پہلے زمانے سے اب تک لوگوں کی عادت رہی ہے کہ وہ بالوں کو زینت وزیبائش کا ذریعہ خیال کرتے ہیں، مختلف طریقے سے رکھنے اور کاٹنے کو ایک قابلِ تقلید فیشن تصور کیا جاتا ہے۔ سر سے بال مونڈنے کی صورت میں حبِ جاہ کی ایک بڑی شاخ کٹ جاتی ہے جو ظاہر ہے کہ بہترین اعمال میں سے ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض مشائخ نے توبہ کرتے وقت بھی بال کاٹنے کو بہتر قرار دیا۔

آٹھواں عمل: فوج کی پہرہ داری

''سنن ابن ماجہ'' میں ہے:

''عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللهُ حَارِسَ الْحَرَسِ.''

(سنن ابن ماجه، كتاب الجهاد، باب فضل الحرس والتكبير في سبيل الله، ج:۲، ص :۹۲۵)

ترجمہ: ''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ حفاظتی فوج

کی چوکیداری کرنے والے پر رحم کرے۔‘‘

اس روایت میں اس شخص کے لیے رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے جو اسلامی سرحدات کی حفاظت کرنے والی فوج کی چوکیداری کرے۔ ملک کے باشندے اگر امن وامان کے ساتھ زندگی گزارتے اور مختلف قسم کی عبادات بجالاتے ہیں تو وہ درحقیقت ان لوگوں کے بل بوتے پر ہے جو ملکی سرحدات پر کھڑے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور دیگر اقوام وممالک کی یورشوں سے اس کو بچانے کی پوری کوشش کرتے ہیں، اگر اسی نیت کے ساتھ وہ لوگ یہ کام کریں تو ظاہر ہے کہ یہ بہت ہی بڑے اجر وثواب کا کام ہے اور ملک کے تمام باشندگان کی عبادات میں ان کا کسی حد تک حصہ ہوجاتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ محافظین بھی آخر انسان ہی ہیں، ان کو بھی آرام وراحت وغیرہ کی ضرورت لاحق ہوسکتی ہے، ایسے موقع پر جو لوگ ان محافظین کی حفاظت کرتے ہیں اور حفاظت کے لیے ان کے چوکیدار بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں، ان کے لیے اس روایت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا فرمائی گئی ہے۔

نواں عمل: احیاءِ سنت اور لوگوں کو سنت کی تعلیم دینا

’’کنز العمال‘‘ میں ہے:

’’رَحْمَةُ اللهِ عَلٰى خُلَفَائِيْ، قِيْلَ: وَمَنْ خُلَفَاؤُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: الَّذِيْنَ يُحْيُوْنَ سُنَّتِيْ وَ يُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ.‘‘

(كنز العمال، كتاب العلم من قسم الأقوال، الباب الثالث في آداب العلم، الفصل الأول: في رواية الحديث وآداب الكتابة، رقم الحديث: ۲۹۲۰۹، ج:۱۰، ص: ۲۲۹)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو میرے خلفاء پر۔ کہا گیا کہ: اے اللہ کے رسول! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا کہ: وہ جو میری سنتوں کو زندہ کرتے ہیں اور اسے لوگوں کو سکھائیں۔‘‘

جو لوگ اسلامی تعلیمات واحکام کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور دیگر لوگوں تک یہ چیزیں پہنچاتے ہیں، اس روایت سے ان لوگوں کے لیے دو بشارتیں ملتی ہیں:

الف: پہلی بشارت تو یہی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور خلفاء ہیں۔ یہ بہت بڑی فضیلت اور عظیم خوشخبری ہے، جس طرح ہر شخص کو اپنے نائب کے ساتھ خاص قسم کا تعلق اور خصوصی توجہ والتفات ہوتی ہے، یوں ہی ان افراد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی ربط وتعلق ہوتا ہے، جبکہ عقل مند شخص پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ بہت بڑی عنایت ہے جو دینی واُخروی ترقیوں کا زینہ ہے۔

ب: دوسری بڑی بشارت خود یہی دعا ہے جو اس روایت میں ان لوگوں کے لیے فرمائی گئی ہے،

حضور ﷺ نے ایسے خوش نصیب افراد کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا فرمائی ہے۔

’’احیاءِ سنت‘‘ کا مفہوم و مصداق

یہاں حدیث مبارک میں ’’سنت‘‘ کے احیاء کا ذکر فرمایا گیا ہے، عام طور پر اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو شخص ایک سنت کو بھی زندہ کرے گا، اس کو یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی، اسی نوع کی ایک دوسری روایت میں ایک ’’سنت‘‘ کے لازم پکڑنے کو سو شہیدوں کے برابر اجر وثواب کا باعث قرار دیا گیا ہے، وہاں بھی عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ شاید کسی ایک سنت کی ادائیگی سے بھی یہ ثواب مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے داد و دہش کا تو کوئی حساب نہیں ہے، تاہم فضیلت اور مجازات کا باب تعبّدی ہے، جس میں عقل وقیاس سے کام لینا بالکل بے جا ہے، یہاں تو وحی کی طرف مراجعت کرنے سے کوئی بات کی جاسکتی ہے، اس لیے اس باب میں خاصی احتیاط برتنا ضروری ہے۔

اس تناظر میں یہاں سنت میں اس قدر وسعت پیدا کرنا کہ ہر چھوٹی بڑی سنت اس میں شامل ہوجائے اور ہر ہر سنت کے ساتھ مستقل طور پر یہ فضیلت کا تعلق پیدا کیا جائے، درست معلوم نہیں ہوتا، بلکہ اس سے پورا دین مراد لینا ہی مناسب ہے۔ درج بالا روایت میں تو اس کا ایک بے غبار طریقہ یہ بھی ہے کہ یہاں ’’سنت‘‘ زندہ کرنے والوں کو آپ ﷺ اپنا جانشین اور خلفاء قرار دے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے پورے ہی دین کی تعلیمات کو اُجاگر فرمایا تھا، لہٰذا اس روایت کا اصل مصداق وہی خوش نصیب اور سعادت مند افراد معلوم ہوتے ہیں جو پورے دین اور اس کی تعلیمات واحکام کو اُجاگر کرنے میں اپنی زندگی گزاریں۔

یہ چند ایسے اعمال ہیں جن کے کرنے والوں کے لیے آپ ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔ ایک مسلمان کی یہی کوشش ہونی چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ان سب دعاؤں کا مصداق بننے کی کوشش کرے، اس میں بڑی ہی برکت وخیر مضمر ہے۔ یہاں آپ ﷺ کی سب دعاؤں کا استیعاب مقصود نہیں ہے، بلکہ کچھ تلاش اور ورق گردانی سے جو دعائیں معلوم ہوئیں اور سند کے لحاظ سے وہ روایات قابلِ استدلال ہوئیں، ان کو ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب سمیت پوری اُمتِ مرحومہ کو عمل واستقامت کی توفیقِ سعید نصیب فرمائے۔

دسواں عمل: اُمتِ مرحومہ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا

صحیح مسلم میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

’’سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: اَللّٰهُمَّ، مَنْ

وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهٖ.'' (صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر، والحث على الرفق بالرعية، والنهي عن إدخال المشقة عليهم، ج :٣، ص:١٤٥٨)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اس گھر میں ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! جو میری اُمت کے کسی کام کا والی بنا اور اس نے ان پر سختی کی تو آپ بھی ان پر سختی کریں، اور جو میری اُمت کے کسی کام کا والی بنا اور اس نے ان کے ساتھ نرمی کی، تو آپ بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ فرمائیں۔''

اس روایت میں اس شخص کے لیے بد دعا کی گئی ہے جو مسلمانوں کا امیر یا سربراہ بنے، خواہ وہ کسی بھی معاملہ میں سربراہ ہو اور پھر ان کے ساتھ سختی اور درشت روئی کا معاملہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرے۔ اور جو شخص اختیار ملنے کے بعد مسلمانوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھے، اس کے لیے یہ دعا فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ فرمائے۔

یہ بد دعا اور دعا صرف بادشاہ اور وزیر وغیرہ ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر اس شخص کے ساتھ اس کا تعلق ہے جس کو کسی بھی معاملہ میں مسلمانوں کے اوپر کچھ اختیار حاصل ہوجائے، چاہے تمام معاملات میں اختیار وولایت حاصل ہو یا جزوی باتوں میں۔ نیز یہاں سختی اور نرمی کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس سے سختی ونرمی کا مفہوم وہ نہیں ہے جو ہم عام طور پر ان الفاظ سے سمجھتے ہیں کہ کسی کو کچھ نہ دیا جائے تو اس کو سختی اور بسا اوقات ظلم سے تعبیر کیا جاتا ہے، خواہ وہ اس کا مستحق ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح کسی کو کچھ دیا جائے تو اس کو انصاف اور نرمی کہا جاتا ہے، خواہ لینے والا اس چیز کا استحقاق رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، بلکہ اس کو شریعت کے ترازو سے تولنا ضروری ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی رعایت یا حق کا مستحق نہ ہو تو اس کو نہ دینا مذموم نہیں ہے، البتہ نہ دینے کی صورت میں بھی نرم خوئی کا لحاظ رکھ لینا چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی رعایت کا استحقاق رکھتا ہو تو نرم خوئی کے ساتھ دے دینا چاہیے۔ اس روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس غیر معمولی محبت اور خاص تعلق کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے ساتھ تھا کہ دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد بھی اس بات کا خوب اہتمام فرمایا کہ امت بلاوجہ کسی ظلم یا سختی کا شکار نہ ہو۔

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....